خطبه احیائی ملّت
آزاد

لانا ابوالکلام آزاد
لاتهنوا ولاتحزنوا
وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
(قرآن کریم)
ملنے کا پتہ
ادارہ اسلامی ساہتیہ
رام نگر۔ بنارس اسٹیٹ

باسمہ سبحانہ

خطبۂ احیائے ملت

از

حضرت مولینا ابوالکلام آزاد

ادارہ اسلامی ساہتیہ رامنگر بنارس اسٹیٹ

قیمت ۸/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی شہادت کے ساتھ مسلمانوں کی حیات دینی کا خاتمہ ہو چکا تھا، ۱۸۵۷ء کے جہاد حریت کیساتھ مسلمانوں کے اقتدار سیاسی نے بھی تڑپ کر دم توڑ دیا، ہندوستان میں انگریزوں کی فرمانروائی کوس لمن الملک بجا رہی تھی، مسلمانوں کی ہم وطن قوم کی نشاۃ ثانیہ کی ابتدا ہو چکی تھی، اور اس کا کارواں منزل حریت کی طرف قدم بڑھا چکا تھا، لیکن مسلمانوں پر موت طاری تھی، اسی حالت میں ایک الہامی صدا بلند ہوئی:—

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ

یہ مولانا ابو الکلام آزاد کی جاں نواز پکار تھی، لیکن مسلمانوں نے اس پکار کا کوئی جواب نہ دیا، مولانا نے اس بلند مقام سے یہ آواز دی تھی جو انبیائے کرام کے جانشینوں کیلئے خاص ہے، لیکن مسلمانوں کی پستی کو دیکھکر وہ بھی اپنی بلندی سے اس سطح پر اتر آئے جہاں سے قوموں کے عام لیڈر قوموں کو پکارا کرتے ہیں، تاکہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل نہیں کر سکتے تو کم از کم سفر آزادی میں اپنے ہموطنوں سے پیچھے نہ رہیں اور آزادی کے دور میں ایک شاندار مقام کے حصہ دار ہوں، لیکن مسلمان اتنی

بستی میں جا چکے تھے کہ انھوں نے اب بھی مولانا کی پکار نہ سُنی، آزادی کا کارواں بدستور منزل کی طرف بڑھتا رہا، اور مسلمان موت وہلاکت کی وادیوں میں ٹھوکریں کھاتے رہے، آخر کار مولانا کے اندر سے پھر ایک پر اضطراب الہامی صدا بلند ہوئی :-

الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ۔

اس پکار میں وہ کڑک اور گرج تھی کہ اگر اس کے ذریعہ مردوں کو پکارا جاتا تو وہ بھی جی اٹھتے، مگر مسلمانوں کے اندر پھر بھی حرکت پیدا نہ ہوئی، بالآخر تقسیم ہند کی صورت میں وہ انجام مسلمانوں کے سامنے آگیا، جس کی خبر مولانا مسلمانوں کو کم وبیش ۳۵ سال سے دیتے آرہے تھے، خود دہلی میں جہاں مسلمانوں نے صدیوں سلطنت وجہانبانی کی تھی، جہاں لال قلعہ، قطب مینار اور جامع مسجد کی شکل میں ان کی عظمت ماضی کی عالیشان یادگاریں موجود تھیں، ذلیل ومسکین، بیکس وناکس، مظلوم ومجبور، اور تباہ وبرباد ہوگئے، ان کے محلوں اور ایوانوں پر دوسروں نے قبضہ کرلیا، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ملک بدر ہوگئے اور ہزاروں کی تعداد میں ہمایوں کے مقبرے، لال قلعے اور جامع مسجد میں پناہ گزیں تھے، ان کو چاروں طرف سے ہلاکت وتباہی نے گھیر رکھا تھا، اور انھیں نجات وسلامتی کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی۔

یہ وہی مسلمان تھے جو ۳۵ برس سے مولانا کی آواز کی پکار کو ٹھکرا رہے تھے، اور انکی دعوت کی تحقیر وتذلیل کر رہے تھے، لیکن مولانا پھر انھیں مسلمانوں کے پاس گئے، اس وقت ان کی آواز میں رعد کی گرج اور بجلی کی کڑک نہ تھی، ان کے لہجے میں ایک شفیق باپ کا سوز وگداز، درد وکرب اور اندوہ وغم تھا، انھوں نے مسلمانوں کو تسکین وتسلی دی، ان کی ڈھارس بندھائی ان کو حوصلہ دلایا، ان کی ہمت افزائی کی، انھوں نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ تم کیا تھے؟ اور کیا ہوگئے؟ اور تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اور انھیں بتایا کہ تم کس طرح اپنی کھوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہو-؟ انھوں نے جس طرح الم یان للذین

آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کی تنذیر سے ڈرایا تھا، اسی طرح لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہ کا خطبہ تبشیر دیا، اگرچہ یہ خطاب دہلی کے مسلمانوں سے تھا، لیکن چونکہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی حالت یکساں ہے اس لئے سارے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کو مولانا کا مخاطب سمجھیں، یہ مولانا کی آخری تفہیم وتنقین ہے اگر مسلمانوں نے اب بھی ان کی دعوت وارشاد کیساتھ وہی انحراف واعراض اختیار کیا جو ان کا گزشتہ ۲۵ سال سے شیوہ رہا ہے تو ان کو کبھی عزت وسربلندی کی زندگی میسر نہ آئیگی یہی مقصد ہے مولانا کے اس دعوت وخطاب کی اشاعت کا ورنہ یوں تو مولانا کے سارے ہی مقالات وخطبات شایع ہیں اور شایع ہوتے رہیں گے، اگر مسلمانوں نے مولانا کی دعوت وخطاب کو گوش دل سے سنا اور اپنی زندگیوں کو اسکے سانچے میں ڈھال لیا تو وہ اب بھی ایک حیات نو سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں، ان کی ناامیدی امید سے، ان کی بے حوصلگی حوصلہ سے، انکی بے اعتمادی اعتماد سے، ان کی بے پناہی پناہ سے، ان کی بے اطمینانی اطمینان سے اور ان کی ذلت وخواری عزت وسرفرازی سے بدل سکتی ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ مولانا کے اس خطبہ وارشاد کو خود پڑھیں اور وعظ کے جلسوں اور میلاد النبی کے اجتماعات میں مسلمانوں کو پڑھکر سنائیں، سفر میں اس کو ساتھ رکھیں، دوستوں کو تحفہ بزرگوں کو نذر اور لڑکیوں کو جہیز میں دیں، اور اس کی اتنی اشاعت کریں کہ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہے اور ہر قلب اس کی روح سے معمور ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی زندگی اس خطبہ وارشاد کا نمونہ بنجائے۔

ابو محمد امام الدین
فروری سنہ ۴۹ء

ادارۂ ترجمہ وتصنیف
رام نگر بنارس اسٹیٹ

حضرت

مولانا ابوالکلام آزاد

تعارف

خود مولانا آزاد کے قلم سے

در خرابا تم نہ دیدستی خراب

بادہ پنداری کہ پنہاں می زنم

لوگ لڑکپن کا زمانہ کھیل کود میں بسر کرتے ہیں، مگر بارہ تیرہ برس کی عمر میں میرا یہ حال تھا کہ کتاب لے کر کسی گوشہ میں جا بیٹھتا اور کوشش کرتا کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہوں، کلکتہ میں آپ نے ڈلھوزی اسکوائر ضرور

دیکھا ہوگا، جنرل پوسٹ آفس کے سامنے واقع ہے۔ اُسے عام طور پر لال ڈگی کہا کرتے تھے، اس میں درختوں کا ایک جھنڈ تھا کہ باہر سے دیکھئے تو درخت ہی درخت ہیں، اندر جایئے تو اچھی خاصی جگہ ہے اور ایک بینچ بھی بچھی ہوئی ہے۔ معلوم نہیں اب بھی یہ جھنڈ ہے کہ نہیں؟ میں جب سیر کے لئے نکلتا تو کتاب ساتھ لے جاتا اور اس جھنڈ کے اندر بیٹھ کر مطالعہ میں غرق ہو جاتا۔ والد مرحوم کے خادم خاص حافظ ولی اللہ مرحوم ساتھ ہوا کرتے تھے وہ باہر ٹہلتے رہتے تھے اور جھنجھلا جھنجھلا کر کہتے "اگر تجھے کتاب ہی پڑھنی تھی تو گھر سے نکلا کیوں؟" یہ سطریں لکھ رہا ہوں اور ان کی آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ دریا کے کنارے ایڈن گارڈن میں بھی اسی طرح کے کئی جھنڈ تھے، ایک جھنڈ جو برمی پگوڈا کے پاس مصنوعی نہر کے کنارے تھا اور شاید اب بھی ہو، میں نے چُن لیا تھا، کیونکہ اس طرف لوگوں کا گذر بہت کم ہوتا تھا، اکثر سہ پہر کے وقت کتاب لے کر نکل جاتا اور شام تک اس کے اندر گم رہتا، اب وہ زمانہ یاد آجاتا ہے تو دل کا عجیب حال ہوتا ہے۔

عالم بے خبری طرفہ بہشتے بود ست

حیف صد حیف کہ از دور خبردار شدیم

اگرچہ یہ بات نہ تھی کہ کھیل کود اور سیر و تفریح کے وسائل کی کمی ہو، میرے چاروں طرف ان کی ترغیبات پھیلی ہوئی تھیں۔ اور کلکتہ جیسا ہنگامہ گرم کن شہر تھا، لیکن میں طبیعت ہی کچھ ایسی لے کر آیا تھا کہ کھیل کود کی طرف رُخ ہی نہیں کرتی تھی۔

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیال ماہے

چہ کنم کہ نفس بد خو نہ کند بہ کس نگاہے

والد مرحوم میرے اس شوق علم سے خوش ہوتے، مگر فرماتے یہ لڑکا اپنی تندرستی

بگاڑ دے گا۔ معلوم نہیں جسم کی تندرستی بگڑی یا سنوری، مگر دل کو تو ایسا روگ
لگ گیا کہ پھر کبھی پنپ نہ سکا۔ ع

کہ گفتہ بود کہ در دش دوا پذیر مباد

میری پیدائش ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو علم و مشیخت کی بزرگی اور
مرجعیت رکھتا تھا، اس لئے خلقت کا جو ہجوم و احترام آج کل سیاسی عروج کا
کمال مرتبہ سمجھا جاتا ہے وہ مجھے مذہبی عقیدت مندیوں کی شکل میں بغیر طلب و
سعی کے مل گیا تھا، میں نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ لوگ پیرزادہ سمجھ کر
میرے ہاتھ پاؤں چومتے تھے اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے رہتے تھے۔ خاندانی
پیشوائی و مشیخت کی اس حالت میں نوعمر طبیعتوں کے لئے بڑی ہی آزمائش ہوتی ہے
اکثر حالتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے طبیعتیں بر خود غلط ہو جاتی ہیں۔ اور
نسلی غرور اور پیدائشی خود پرستی کا وہی روگ لگ جاتا ہے جو خاندانی امیرزادوں
کی تباہی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہے اس کے کچھ نہ کچھ اثرات میرے حصہ میں
بھی آئے ہوں۔ کیونکہ اپنی چوریاں پکڑنے کے لئے خود اپنے کمین میں بیٹھنا جیسا
کہ عرفی نے کہا ہے، آسان نہیں ہے

خودی کہ عیب ہائے تو روشن شود ترا
یک دم منافقانہ نشیں در کمیں خویش

لیکن جہانتک اپنی حالت کا جائزہ لے سکتا ہوں مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ
میری طبیعت کی قدرتی افتاد مجھے بالکل دوسری ہی طرف لے جا رہی تھی۔ میں
خاندانی مریدوں کی ان عقیدتمندانہ پرستاریوں سے خوش نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ
طبیعت میں ایک طرح کا انقباض اور توحش رہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ
کوئی ایسی راہ نکل آئے کہ اس فضا سے بالکل الگ ہو جاؤں اور

کوئی آدمی آکر میرے ہاتھ پاؤں نہ چومے، لوگ یہ کمیاب جنس ڈھونڈتے ہیں اور ملتی نہیں مجھے گھر بیٹھے ملی اور اس کا قدرشناس نہ ہو سکا۔

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

البتہ اب سوچتا ہوں تو یہ معاملہ بھی فائدے سے خالی نہ تھا، اور یہاں کا کون سا معاملہ فائدے سے خالی ہوتا ہے؟ یہی فائدہ کیا کم ہے کہ جس غذا کے لئے دنیا کی طبیعتیں للچاتی رہتی ہیں اس سے پہلے ہی دن اپنا جی سیر ہو گیا اور طبیعت میں للچاہٹ باقی نہ رہی، فیضی نے ایک شعر ایسا کہا ہے کہ اگر اور کچھ نہ کہا جب بھی فیضی تھا۔

کعبہ را ویراں مکن اے عشق، کانجا یک نفس
گہ گہے پس ماندگاں راہ منزل می کنند

طبیعت کی اس افتاد نے ایک بڑا کام یہ دیا کہ زمانے کے بہت سے حربے میرے لئے بیکار ہو گئے، لوگ اگر میری طرف سے رخ پھیرتے ہیں تو بجائے اس کے کہ دل گلہ مند ہو، اور زیادہ منت گزار ہونے لگتا ہے، کیوں کہ ان کا جو ہجوم لوگوں کو خوش حال کرتا ہے میرے لئے بسا اوقات ناقابل برداشت ہو جاتا ہے، میں اگر عوام کا رجوع و ہجوم گوارا کرتا ہوں تو یہ میرے اختیار کی پسند نہیں ہوتی، اضطرار و تکلف کی مجبوری ہوتی ہے، میں نے سیاسی زندگی کے ہنگاموں کو نہیں ڈھونڈا تھا، سیاسی زندگی کے ہنگاموں نے مجھے ڈھونڈھ نکالا۔

ما نہ بودیم بدیں مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہشِ آں کرد کہ گردد فنِ ما

اسی طرح اگر حالات کی رفتار قید و بند کا باعث ہوئی ہے، تو اس حالت کی جو رکاوٹیں اور پابندیاں دوسروں کے لئے اذیت کا موجب ہوتی ہیں میرے لئے یکسوئی اور بخود مشغولی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اور کسی طرح بھی طبیعت کو افسردہ نہیں کر سکتیں، میں جب کبھی قید خانے میں سنا کرتا ہوں کہ فلاں قیدی کو قید تنہائی کی سزا ہوئی تو سوچتا ہوں کہ تنہائی کی حالت آدمی کے لئے سزا کیسے ہو سکتی ہے! اگر دنیا اسی کو سزا سمجھتی ہے تو کاش، ایسی سزائیں عمر بھر کے لئے حاصل کی جا سکیں

حسد تہمت آزادگی بسر دم بگذاشت،
کیس مرادیست کہ بر تہمت آں ہم حسد است

ایک مرتبہ قید کی حالت میں ایسا ہوا کہ ایک صاحب نے جو میرے آرام و راحت کا بہت خیال رکھنا چاہتے تھے، مجھے ایک کوٹھری میں تنہا دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ سے اسکی شکایت کی، سپرنٹنڈنٹ فوراً تیار ہو گیا کہ مجھے ایسی جگہ رکھے جہاں اور لوگ بھی رکھے جا سکیں، اور تنہائی کی حالت باقی نہ رہے، مجھے معلوم ہوا تو میں نے ان حضرت سے کہا کہ آپ نے مجھے راحت پہنچانی چاہی مگر آپکو معلوم نہیں کہ جو تھوڑی سی راحت یہاں حاصل تھی وہ بھی آپکی توجہ سے اب چھینی جا رہی ہے، یہ تو وہی غالب والا معاملہ ہوا کہ ؎

کی ہم نفسوں نے اثر گریہ میں تقریر
اچھے رہے آپ اس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

میں اپنی طبیعت کی افتاد سے خوش نہیں ہوں، نہ اسے کوئی حسن و خوبی کی بات سمجھتا ہوں، یہ ایک نقص ہے کہ آدمی بزم و انجمن کا حریف نہ ہو، اور صحبت و اجتماع کی جگہ خلوت و تنہائی میں راحت محسوس کرے ؎

حریف صافی و دُوری نہ ای، خط اینجاست
تمیز ناخوش و خوش می کنی، بلا اینجاست

لیکن اب طبیعت کا سانچہ اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ اُسے توڑا جا سکتا ہے مگر موڑا نہیں جا سکتا۔

قطرہ از تشویش موج آخر نہاں شد در صدف
گوشہ گیری ہائے خلق از انفعال صحبت ست

اس افتادِ طبیعت کے ہاتھوں ہمیشہ طرح طرح کی بدگمانیوں کا مورد رہتا ہوں اور لوگوں کو حقیقت حال سمجھا نہیں سکتا۔ لوگ اس حالت کو غرور و پندار پر محمول کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ میں دوسروں کو یکسر نفور کرتا ہوں۔ اس لئے ان کی طرف بڑھتا نہیں حالانکہ مجھے خود اپنا ہی بوجھ اٹھنے نہیں دیتا دوسروں کی فکر میں کہاں رہ سکتا ہوں؟ غنی کشمیری نے ایک شعر کیا خوب کہا ہے۔

طاقتِ برخاستن از گردِ دنیا کم نہ ماند
خلق پندارد کہ بے خود دست افتادہ است

سرخوش نے کلمات الشعراء میں جو شعر نقل کیا ہے، اس میں "خلق می داند" ہے مگر میں خیال کرتا ہوں، یہ محل دانستن کا نہیں ہے "پنداشتن" کا ہے، اس لئے پندارد زیادہ موزوں ہوگا۔ اور عجب نہیں اصل میں ایسا ہی ہو۔

بہرحال جو صورت حال پیش آئی ہے۔ اس سے جو کچھ بھی انقباض خاطر ہوا تھا، وہ صرف اس لئے ہوا تھا کہ باہر کے علائق اچانک یک قلم قطع ہو گئے اور ریڈیو سٹ اور اخبار تک روک دیئے گئے۔ ورنہ قید و بند کی تنہائی کا کوئی شکوہ نہ پہلے ہوا ہے، نہ اب ہے۔

دماغِ عطر پیراہن نہیں ہے
غمِ آزادگی ہائے صبا کیا؟

اور پھر جو کچھ بھی زبانِ قلم پر طاری ہوا وہ صورتِ حال کی حکایت تھی، شکایت نہ تھی، کیونکہ اس راہ میں شکوہ و شکایت کی تو گنجائش ہی نہیں ہوتی، اگر ہمیں اختیار ہے کہ اپنا سر ٹکراتے رہیں، تو دوسرے کو بھی اختیار ہے کہ نئی نئی دیواریں چُنتا رہے۔ بیدل کا شعر موجودہ صورتِ حال پر کیا چسپاں ہوا ہے۔

دوری وصلش طلسمِ اعتبارِ ما شکست
ورنہ ایں عجزے کہ می بینی، غبارِ ناز بود

اگرچہ یہاں تنہا نہیں ہوں، گیارہ رفیق ساتھ ہیں، لیکن چوں کہ ان میں سے ہر شخص ازراہِ عنایت میرے معمولات کا لحاظ رکھتا ہے۔ اس لئے حسبِ دلخواہ یکسوئی اور مشغولیت کی زندگی بسر کر رہا ہوں، دن بھر میں چار مرتبہ کمرے سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ کیونکہ کھانے کا کمرہ قطار کا آخری کمرہ ہے اور چائے اور کھانے کے اوقات میں وہاں جانا ضروری ہوتا ہے۔ باقی تمام اوقات کی تنہائی اور خود مشغولی بغیر کسی خلل کے جاری رہتی ہے۔

خوش فرشِ بوریا و گدائی و خوابِ من
کیں عیش نیست درخورِ اورنگِ خسروی

زندگی کی مشغولیتوں کا وہ تمام سامان جو اپنے وجود سے باہر تھا، اگر چھن گیا ہے تو کیا مضائقہ؟ وہ تمام سامان جو اپنے اندر تھا اور جسے کوئی چھین نہیں سکتا سینے میں چھپائے ساتھ لایا ہوں، اسے سجاتا ہوں اور اُس کے

سیر و نظارہ میں محو رہتا ہوں۔

آئینہ نقش بند طلسم خیال نیست
تصویر خود بہ لوح دگر می کشیم ما

گرفتاری چونکہ سفر کی حالت میں ہوئی تھی، اس لئے مطالعہ کا کوئی سامان ساتھ نہ تھا، صرف وہ کتابیں میرے ساتھ گئی تھیں جو سفر میں دیکھنے کے لئے رکھ لی تھیں۔ اسی طرح دو چار کتابیں بعض ساتھیوں کے ساتھ آئیں۔ یہ ذخیرہ بہت جلد ختم ہو گیا، اور مزید کتابوں کے منگوانے کی کوئی راہ نہیں نکلی، لیکن اگر پڑھنے کے سامان کا فقدان ہوا تو لکھنے کے سامان کی کوئی کمی نہیں ہوئی، کاغذ کا ڈھیر میرے ساتھ ہے اور روشنائی کی احمد نگر میں کمی نہیں، تمام وقت خامہ فرسائی میں خرچ ہوتا ہے ؎

باجنوں بیکار نہ تواں زیستن
آتشم تیز ست داماں می زنم

خطبہ احیائے ملت

(۱)

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق؟

"کیا مسلمانوں کے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے کلمۂ حق کے لئے ان کے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں"

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم
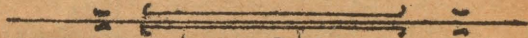
کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتیں، اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؛ روحوں کی بیقراری کی بھی کوئی فصل ہے؛ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے، جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جنگلے بادل نمودار ہوتے ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو، مگر میں پاتا ہوں کہ

میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کر اٹھتی اور میری روح کی شورش گذر گذر کے لوٹتی ہے! میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اُتر گیا ہو چپ تھا، لیکن آج اس سمندر کی مانند جس کی تہہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں، اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔ آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر و چہرہ پر اڑا سکوں، پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں۔ میں دیوانوں کا متلاشی ہوں، اور مجھے بیماروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا، آہ! میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں، کرتا رہوں، میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے، میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں۔ تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں۔ اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے۔ اس طرح اُجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔

روئے بازار مرادام و زعرفی بامن ست
دیدۂ تر می فروشم دامن تر می خرم!

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے، پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے کہ ایک ذرا سی آواز اُن کو جگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے، بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے، بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں، تو ان کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے، اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بے کار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے، آتش فشاں کے پہاڑ پھٹ اٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں، اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں، سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے، اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تاکہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں، اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں بدلتے تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے، تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے، اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں، اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اٹھاتے ہیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں دالانوں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں۔ اب بھی اٹھ جاؤ اور اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو دو جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا، لیکن آہ! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں۔ زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں، اور صدائیں

اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے، سو یہ بھی سب کچھ اسی لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے، اور اب بھی آنکھیں کھول دے اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے

اموات غیر احیاء ولا یشعرون ایان یبعثون ط

" یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے۔ وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہوئے ہیں "

پس تنبہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں، اور ایک سوئے ہوئے کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ سب کیا جا چکا، پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں ابتک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی، دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے، عقلا کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدائتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس نوشتے ہیں، اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث اور تغیرات ہیں، انقلابات و تبدلات ہیں، آثار و علائم ہیں، استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ! وہ قوم جس کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بیکار رہے، نہ تو دنیا کے گذرے ہوئے واقعات میں اس کے لئے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے۔

ما یاتیهم من اٰیات ربهم الا کانوا عنها معرضین (۶-۴) ”اللہ کی نشانیوں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھکر انھوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں“!

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے۔

ولقد جاءهم من الانباء ما فیه مزدجر، حکمة بالغة فما تغن النذر! (۵۵-۴) ”اور بلاشبہہ ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں بڑی ہی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی گہری حکمت و دانائی، پر افسوس کہ حوادث و انقلاب کی یہ ڈراونی ہدایت بھی انکی بیداری کے لئے کافی نہ ہوئی“

دنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں، اور انھیں سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوئے، ایک ہی طرح کے اعلانات کئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے، پس تجربہ اور استقراء اسے بتا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی نہ کہ روح لاش کی نیند ہوتی تو تمہارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی، تمہارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے۔ ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں اور شہروں کے کھنڈروں سے ڈھکے ہوئے ہیں،

تو تم ان سب کے پاس جاؤ، اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی
معصیت کرکے زندہ رہی ہے،؟ اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ
کر بچ سکا ہے، کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانون پر چلکر قومیں تباہ ہوئی ہوں ا
اور اس کے قانون کو توڑ کر انھوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟ اقوام کو چھوڑ دو
اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے آجتک ایک انسان بھی اسکی گود
میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت واعراض کر کے زندگی پائی ہو۔ اور خدا کے
قانونوں کو توڑ کر خوشحالی و مراد حاصل کی ہو، اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے
کہ تم زہر کھا رہے ہو، اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے، اور تم نے شیروں
کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے، اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہونچ
جاؤ گے۔

الم یاتہم نباء الذین من قبلہم قوم نوح و " کیا انھوں نے ان لوگوں کا حال نہیں
عاد و ثمود و قوم ابراھیم واصحاب
مدین والموتفکات؛ اتتہم رسلہم
بالبینات فما کان اللہ لیظلمہم
ولکن کانوا انفسہم یظلمون ؏

سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ مثلاً قوم
نوحؑ۔ عادؑ۔ ثمودؑ۔ قوم ابراہیمؑ، اصحاب
مدین۔ اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ
دی گئیں۔؟ ان سب کے پاس اللہ کے
رسول آئے، اور راہ حق کی نشانیاں انھیں دکھلائیں، لیکن
انھوں نے بد عملیوں کی راہ اختیار کی، اور اس کی یاداش میں
مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا، مگر ان بدبختوں
نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی تھی"

اگر گذرے ہوئے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لئے

کوئی آواز نہیں تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے۔

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون ط۔

"کیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں۔ پھر بھی انکی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں"

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا۔ تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے تو آہ! کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیب امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کیلئے ابھر آئیں۔؟

کلا والقمر والیل اذ ادبر والصبح اذا اسفر انھا لاحدی الکبر نذیرا للبشر لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر ط

"بے شک چاند جب کہ نکل آیا۔ رات جب کہ ختم ہو گئی، اور دن جب کہ روشن ہو گیا کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا انقلاب ہے۔ اور غافل انسان کو غفلتوں کے یاداش

بے سمت ڈرانے والا ہے تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس
کے لئے اب بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے
غافل رہکر تباہ ہونا ہے۔"

پھر اگر تم اس لئے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں اب گے
نہیں اٹھو گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولو گے
اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے
چیخ نہ اٹھے گی، کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ! یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آ چکے
اور تم نے کروٹ نہ لی! آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی اس پر
بھی تم خبردار نہ ہوئے۔ اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو؟
کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں، اور کرہ ارضی
دھواں بنکر اڑ جائے؟

فهل ينظرون الا الساعة	"پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ
ان تاتيهم بغتة؟ فقد	کرنے والی گھڑی کے منتظر
جاء اشراطها فانى لهم	ہیں کہ اچانک ان پر آنازل
اذا جاءتهم ذكراهم ٥	ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار ہے، تو

اس کی نشانیاں آ چکی ہیں، اور جب وہ گھڑی
خود آ جائیگی تو اس وقت ان کے لئے کیا ہوگا؟"

آفتاب کو ہمیشہ اس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور
دھوئیں کو دیکھکر مسافر پالیتا ہے، کہ آگ جل رہی ہے۔ اسیطرح خدا کا

جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک بدیوں کی نقاب میں دکھلائی ہے، پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا، اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کر لینے کے لئے مجبور کر دیا تھا۔ آج بھی آ گیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لئے نہیں گر جاتے تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے۔ اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھو دو۔ اور اپنے کانوں کو اس کے منہ سے لگا دو، تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول اٹھے، کہ میں خداوند خدائے قہار ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں اسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:۔

قال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ او نری ربنا ۝	"اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کی امید نہیں رکھتے کہا اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اتر پڑے، اور کیوں

ایسا نہیں ہوا، کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا، اور ہم اسے دیکھ لیتے"۔

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا، یہاں تک کہ خدا کی جگہ اس کا آخری عذاب اترے گا۔ اور تم کو دردناکیوں اور سوختگیوں کی بشارت دے گا۔

یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین ۝	"جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے، تو اس دن مجرموں کیلئے کوئی بشارت نہ ہوگی۔ کہ

وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں"۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے:۔

فھل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلھم؟ قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین ط

"پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلی قوموں پر آ چکے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں"

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بیقرار رہو، لیکن وہ سب کچھ تمہارے لئے بیکار ہو گیا ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے، اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں، جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی ہیں، پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے اور جو کچھ کہا جائے بے کار ہے، آہ تم غافل ہو گئے ہو۔ تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آ گئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے، اور تمہارے دل کی دانائی میٹ دی گئی ہے، اگر ایسا ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور لولوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے، آہ تمہاری غفلت سے بڑھکر آجتک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جن کے لئے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا؟

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون

"ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں"

بہا ولہم اذان لایسمعون	ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں،
بہا اولئٹ کالانغام بل ھم	وہ مثل چارپایوں کے ہوگئے، بلکہ ان سے
اضل اولئٹ ھم الغافلون ط	بدتر اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں

آہ! کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہوگئے، سب پر نیند کی موت چھاگئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پی لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا، سب نے اس کے رشتے کو بٹہ لگایا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی، اور سب نے ایک ساتھ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا، آہ! سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے، اور سب نے قسم کھائی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے آہ! سب اس سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول درغول بنکر بیوفائی کی، کوئی نہیں جو اس کے لئے روئے، کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ ونالہ کرے، اس کی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں، اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اس کے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کیلئے کوئی آنکھ نہ جاگی، سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح آشنائی کے لئے اُسے پکارا، پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ وانابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ جائے، اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ وزاری کرے!

ولقد اخذنٰھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون ۞ "ہم نے انھیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے، اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی"

آہ! میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں؟ اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اُتر جاؤں؟ اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مر جائے، یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ہیں، تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سنتے ہو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے، اور نہ گمراہوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ہو؟

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا ۞ "کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے، یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں"؟

کیا تم وہ ہو جن کے لئے کہا گیا کہ۔

وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا ۞ "اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں، کہ فکر کی آنکھ بیکار ہو گئی ہے، اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں"

آہ! تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور سُنت کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لئے بدل نہ جائے گی، اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے، اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے، اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور

درونا کیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً

"یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا، اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤگے"

بس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں، اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بے کار ہے، اور اس میں تمہارے لئے کوئی برکت و امن نہیں ہے، سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بے کار ہے، اور تمہاری فکروں کی ہر فکر گمراہی اور ضلالت ہے، تمہارے لئے صرف ایک ہی راہ نجات ہے، اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارہ نہیں، تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذرو گے، اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوش حالی نہ پاؤ گے، تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، توبہ کرو اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، اس کی سرکشی و بغاوت چھوڑ دو، اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ، اور اس کے آگے اس طرح گرو، اور اس طرح روؤ، اور اس قدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجائے، اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے، اور سب کچھ تمہیں کو دیدے، جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخش دیا تھا۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر

"مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ تو اللہ تمام دنیا میں تمہارے لئے ایک امتیاز

عنکم سیاتکم ویغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم ط

وسربلندی پیدا کردے گا۔ نیز تمہاری تمام برائیوں کو دور کردے گا۔ اور تمہیں بخشدیگا۔ تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے، وہ تو بڑا ہی فضل وکرم کرنے والا ہے "۔

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی، اسکے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی، پس اب جاگ جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ، گناہوں کو آزما چکے آؤ تقویٰ و راستبازی کو بھی آزمائیں، سرکشیوں کو بھی چکھ چکے آؤ اطاعت کا بھی مزا دیکھ لیں، غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کرچکے آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جُڑ جائیں، جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور الرحیم ط

" پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشدینے والا، اور بڑا ہی رحمت فرما ہے،

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کون سی برائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑدیا، اور اُسے چھوڑ کے کون سی دولت ونعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آگئی؟، خدا سے بڑھ کے وہ کون حسین ہے جس کے حُسن نے تم کو خدا سے چھین لیا، اور اس سے بڑھکر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے

پاؤں میں پڑ گئیں ، ، تم غیروں کے پاس جاتے ہو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے ہو، تاکہ وہ تمہیں پیار کرے ، اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمان الرحیم سے بڑھکر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو رب العالمین سے بڑھکر اور کون ہے جس کے خزانوں کی لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے ؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دیگا؟ فاہ! آہ!! ثم آہ!!! علی ما فرطتم فی جنب اللہ ۔

ام اتخذوا من دونہ الھۃ قل ھاتوا برھانکم ط

"پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے ، اگر ایسا ہی ہے تو ان سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کریں کہ وہ کون سی حقیقت ہے جس نے ان کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے ۔"

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ہو گئے ہو، اور اب تمہیں خدا کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی ، کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے ، جبکہ طبیب مایوسی کا پیام دے گا ، اور عزیز و اقربا دیکھ دیکھ کر نا امیدی سے روئیں گے ، اور کیا اس وقت تمہیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہ ہو گی ۔؟

کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انہ الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق فلا صدق ولا صلی ولکن

"ہاں ! جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھینچکر گردن کی ہنسلی تک دے پہونچے ۔ اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اس کا علاج کرنے والا کون ہے ؟ اور بیمار خیال کرے کہ اب کوچ کا وقت

کذب ولوتلی ـــــط آگیا۔ اور اس کے درد اور بیچینی کا یہ
عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر ٹپکنے لگے، سو یہ وہ وقت ہوگا
کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا، پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس
بدبخت کا کیا حال ہوگا، کہ جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا، اور نہ کبھی
اس کے آگے عبادت کے لئے جھکا، بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں
سے منہ موڑا۔

اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اسی لئے تاکہ تم اس کو دیکھو، اگر تم کو
دل دیا گیا تھا، تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کو پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے
تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ۔ اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی
تو اسی لئے تاکہ اسی کے آگے جھکاؤ، پر آہ! تمہاری زبانیں اس کی حمد کے
زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے
اجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں،
تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے، اور تمہاری آنکھوں
میں اس کے عشق کے درد و غم کے لئے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا، تمہاری
مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو
نصیب ہوں، مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہوجانے
کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور
اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں، اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت
ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے۔ فویل
للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون ــــ وان اقاموا

الی الصلوٰۃ قاموا کسالےٰ یراءُن الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا ــــــــــــــــــ ط

بہت ہو چکا، اب بھی چھوڑ دو، آہ! بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے کو پالو، خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھکر آجتک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی یا پھر نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ دے، اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دیدے، جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے،

وربک الغنی ذوالرحمۃ ان یشاء یذھبکم ویستخلف من بعدکم من یشاء کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین ــ ط

"اور تمہارا پروردگار بے پروا اور فیاض ہے، اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ دے گا، اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا۔ جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اس نے منتخب کیا تھا"

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے، کہ اسے نہ دو گے، اور اپنی جانوں کو اس کی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اس کے لئے دکھ میں نہ ڈالوگے، اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں، تمہارے جگر کی ٹیس اور تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اس کے لئے نہیں رہے ہیں، بلکہ دوسروں کا مال ہوگئے ہیں تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں ہے، اور اس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمہ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو چلا دے گا، پہاڑوں کو متحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی

کام نہ لے گا، اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا، اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ سچ دیکھا، کہ جب تمہارے اندر سے اس کی پکار کو جواب نہ ملا، تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے :-

یاایھاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ط

"اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جائے گا، سو اسے یقین کرنا چاہیئے۔ کہ خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے اس کا محتاج نہیں ہے۔ قریب ہے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے، جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی، اور اللہ اسے پیار کرے گا، وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہوں گے، پر دشمنان حق کے لئے نہایت مغرور و سرکش۔ اللہ کی راہ میں بیخوف مجاہد ہونگے اور کسی الزام دھرنے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے، یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے، جسکو چاہے بخش دے، وہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے"

"البلاغ" مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۶ء

بعنوان "افسانۂ ہجر و وصال"

خطبۂ احیائے ملت

(۳)

(تقسیم ہند کے بعد اکتوبر سنہ ۴۷ء میں جامع مسجد دہلی میں مسلمان پناہ گزینوں کے درمیان)

عزیزانِ گرامی! آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سی زنجیر ہے جو مجھے یہاں لے آئی ہے۔ میرے لئے شاہجہاں کی اس یادگار مسجد میں یہ اجتماع نیا نہیں، میں نے اس زمانہ میں اس پر لیل و نہار کی بہت سی گردشیں بیت چکی ہیں تمہیں یہیں سے خطاب کیا تھا جب تمہارے چہروں پر اضمحلال کی بجائے اطمینان تھا اور تمہارے دلوں میں شک کی بجائے اعتماد آج تمہارے چہروں کا اضطراب اور دلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار پچھلے چند سالوں کی بھولی بسری کہانیاں یاد آجاتی ہیں۔ تمہیں یاد ہے! میں نے تمہیں پکارا، اور تم نے میری زبان کاٹ لی، میں نے قلم اٹھایا اور تم نے میرے ہاتھ قلم کر لئے میں نے چلنا چاہا، تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے، میں نے کروٹ لینا چاہی اور تم نے میری کمر توڑ دی، حتیٰ کہ پچھلے سات سال کی "تلخ نوا سیاست" جو تمہیں آج داغ جدائی دے گئی ہے اس کے عہد شباب میں بھی میں نے تمہیں خطرے کی ہر شاہراہ پر جھنجھوڑا لیکن تم نے میری صدا سے نہ صرف اعراض کیا بلکہ غفلت و انکار کی ساری سنتیں تازہ کر دیں، نتیجہ معلوم کہ آج انہی خطروں نے تمہیں گھیر لیا ہے جن کا اندیشہ تمہیں صراط مستقیم سے دور لے گیا تھا۔

سچ پوچھو تو اب میں ایک جمود ہوں یا ایک دور افتادہ صدا جس نے وطن میں رہ کر بھی غریب الوطنی کی زندگی گزاری ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو مقام میں نے پہلے دن اپنے لئے چن لیا تھا وہاں میرے بال و پر کاٹ لئے گئے ہیں، یا میرے آشیانے کیلئے جگہ نہیں رہی

بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے دامن کو تمہاری دست درازیوں سے لگا ہے، میرا احساس زخمی ہے، اور میرے دل کو صدمہ ہے، سوچو تو سہی تم نے کون سی راہ اختیار کی؟ کہاں تھے اور اب کہاں کھڑے ہو؟ کیا یہ خوف کی زندگی نہیں؟ اور کیا تمہارے حواس میں اختلال نہیں آگیا ہے، یہ خوف تم نے خود فراہم کیا ہے یہ تمہارے اپنے ہی اعمال کے پھل ہیں۔

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں بیتا جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ دو قوموں کا نظریہ حیات معنوی کے لئے مرض الموت کا درجہ رکھتا ہے، اسکو چھوڑ دو یہ ستون جن پر تم نے بھروسہ کیا ہوا ہے، نہایت تیزی سے ٹوٹ رہے ہیں، لیکن تم نے سُنی اَن سُنی برابر کر دی اور یہ نہ سوچا کہ وقت اور اس کی رفتار تمہارے لئے اپنا ضابطہ تبدیل نہیں کر سکتے، وقت کی رفتار تھمی نہیں تم دیکھ رہے ہو کہ جن سہاروں پر تمہارا بھروسہ تھا وہ تمہیں لاوارث سمجھ کو تقدیر کے حوالے کرتے ہیں۔ وہ تقدیر جو تمہارے دماغی لغت میں مشیت کی منشا سے مختلف مفہوم رکھتی ہے، یعنی تمہارے نزدیک فقدان ہمت کا نام تقدیر ہے۔

انگریز کی بساط تمہاری خواہش کے برخلاف الٹ دی گئی اور رہنمائی کے وہ بت جو تم نے وضع کئے تھے وہ بھی دغا دے گئے حالانکہ تم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ بساط ہمیشہ کے لئے بچھائی گئی ہے، اور ان ہی بتوں کی پوجا میں تمہاری زندگی ہے، میں تمہارے زخموں کو کریدنا نہیں چاہتا اور تمہارے اضطراب میں مزید اضافہ میری خواہش نہیں، لیکن اگر کچھ مدت پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ تو تمہارے لئے بہت سی گرہیں کھل سکتی ہیں، ایک وقت تھا میں نے ہندوستان کی آزادی کے حصول کا احساس دلاتے ہوئے تمہیں پکارا تھا اور کہا تھا:۔

جو ہونے والا ہے اسکو کوئی قوم اپنی نحوست سے روک نہیں سکتی، ہندوستان کی تقدیر میں بھی سیاسی انقلاب لکھا جا چکا ہے اور اس کی غلامانہ زنجیریں بیسویں صدی کی ہوائے حریت سے کٹ کر گرنے والی ہیں، اگر تم نے وقت کے پہلو بہ پہلو قدم اٹھانے سے پہلو تہی کی اور تعطل کی موجودہ زندگی کو اپنا شعار بنائے رکھا تو مستقبل کا مورخ لکھے گا کہ:۔

"تمہارے گروہ نے جو سات کروڑ انسانوں کا ایک غول تھا- ملک کی آزادی کے بارے میں وہ رویہ اختیار کیا جو صفحۂ ہستی سے محو ہو جانیوالی قوموں کا شیوہ ہوا کرتا ہے- آج ہندوستان آزاد ہے اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ سامنے لال قلعے کی دیوار پر آزاد ہندوستان کا جھنڈا اپنے پورے شکوہ سے لہرا رہا ہے، یہ وہی جھنڈا ہے جس کی اڑانوں سے حاکمانہ غرور کے دل آزار قہقہے تمسخر کیا کرتے تھے-

یہ ٹھیک ہے کہ وقت نے تمہاری خواہشوں کے مطابق انگڑائی نہیں لی، بلکہ اس نے ایک قوم کے پیدائشی حق کے احترام میں کروٹ بدلی ہے، اور یہی وہ انقلاب ہے جس کی ایک کروٹ نے تمہیں بہت حد تک خوفزدہ کر دیا ہے، تم خیال کرتے ہو کہ تم سے کوئی اچھی شئے چھن گئی اور اس کی جگہ بری شئے آگئی، ہاں تمہاری بیقراری اس لئے ہے کہ تم نے اپنے تئیں اچھی شئے کے لئے تیار نہیں کیا تھا اور بری شئے ہی کو ملجا و ماویٰ سمجھ رکھا تھا، میری مراد غیر ملکی غلامی سے ہے، جسکے ہاتھوں تم نے مدتوں حاکمانہ طمع کا کھلونا بنکر زندگی بسر کی ہے، ایک دن تھا جب تم کسی جنگ کے آغاز کی فکر میں تھے اور آج اس جنگ کے انجام سے مضطرب ہو- آخر تمہاری اس عجلت پر کیا کہوں؟ کہ ادھر سفر کی جستجو ختم نہیں ہوئی اور ادھر گمراہی کا خطرہ بھی پیش آگیا ہے-

میرے بھائی! میں نے ہمیشہ سیاسیات کو ذاتیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے اور کبھی اس پرخار وادی میں قدم نہیں رکھا- یہی وجہ ہے کہ میری بہت سی باتیں کنایوں کا پہلو لئے ہوتی ہیں، لیکن مجھے آج جو کہنا ہے اسے بے روک ہو کر کہنا چاہتا ہوں، متحدہ ہندوستان کا بٹوارہ بنیادی طور پر غلط تھا، مذہبی اختلافات کو جس ڈھب سے ہوا دی گئی اس کا لازمی نتیجہ یہی آثار و مظاہر تھے جو ہم نے اپنی آنکھوں دیکھے اور بدقسمتی سے بعض مقامات پر ابھی تک دیکھ رہے ہیں-

پچھلے سات برس کی روداد دہرانے سے کوئی خاص فائدہ نہیں اور نہ اس سے کوئی اچھا نتیجہ نکل سکتا ہے- البتہ ہندوستان کے مسلمانوں پر مصیبتوں کا جو ریلا آیا ہے وہ یقیناً مسلم لیگ کی غلط قیادت کی فاش غلطیوں کا بدیہی نتیجہ ہے، یہ سب مسلم لیگ کے لئے موجب حیرت ہو سکتا ہے، لیکن میرے لئے اس میں کوئی نئی بات نہیں، میں پہلے دن ہی سے ان نتائج پر نظر رکھتا تھا-

اب ہندوستان کی سیاست کا رخ بدل چکا ہے مسلم لیگ کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے ۔ اب یہ ہمارے اپنے دماغوں پر منحصر ہے کہ ہم کسی اچھے انداز فکر میں سوچ بھی سکتے ہیں یا نہیں، ؟ اسی خیال سے میں نے نومبر کے دوسرے ہفتے میں ہندوستان کے مسلمان رہنماؤں کو دہلی بلانے کا قصد کیا ہے، دعوت نامے بھیج دیئے گئے ہیں ہراس کا یہ موسم عارضی ہے ۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کو ہمارے سوا کوئی زیر نہیں کر سکتا ۔

میں نے ہمیشہ کہا اور آج پھر کہتا ہوں کہ تذبذب کا راستہ چھوڑ دو، شک سے ہاتھ اٹھالو اور بدعملی کو ترک کر دو، یہ تین دھار کا انوکھا خنجر لوہے کی اس دو دھاری تلوار سے زیادہ کاری ہے جس کے گھاؤ کی کہانیاں میں نے تمہارے نوجوانوں کی زبانی سنی ہیں، ۔

یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے اس پر بھی غور کرو تمہیں محسوس ہوگا کہ یہ غلط ہے، اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے یہ فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں ۔ آخر کہاں جا رہے ہو؟ اور کیوں جا رہے ہو؟ یہ دیکھو مسجد کے مینار تم سے جھک کر سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا ہے ؟ ابھی کل کی بات ہے کہ یہیں جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔

عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو جس طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے تمہارا جوش و خروش بیجا تھا، اسی طرح آج تمہارا یہ خوف و ہراس بھی بیجا ہے، مسلمان اور بزدلی، یا مسلمان اور اشتعال ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، سچے مسلمان کو نہ تو کوئی طمع ہلا سکتی ہے اور نہ کوئی خوف ڈرا سکتا ہے، چند انسانی چہروں کے غائب از نظر ہو جانے سے ڈرو نہیں انہوں نے تمہیں جانے ہی کیلئے اکٹھا کیا تھا آج انھوں نے تمہارے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے تو یہ عیب کی بات نہیں یہ دیکھو تمہارا دل تو ان کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہو گئے اگر دل ابھی تک تمہارے پاس ہیں تو انکو اپنے اس خدا کی جلوہ گاہ بناؤ، جس نے آج سے تیرہ سو ۱۳۰۰ برس پہلے عرب کے ایک امی کی معرفت فرمایا تھا ۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم ولا یحزنون ؎ جو خدا پر ایمان لائے اور اس پر جم گئے تو پھر ان کے لئے نہ تو کسی طرح کا ڈر ہے اور نہ کوئی غم۔ ہوائیں آتی اور گزر جاتی ہیں۔ یہ صرصر سہی لیکن اس کی عمر کچھ زیادہ نہیں۔ ابھی دیکھتی آنکھوں ابتلا کا یہ موسم گزر جائے گا ہے، یوں بدل جاؤ جیسے تم پہلے کبھی اس حالت میں نہ تھے،

میں کلام میں تکرار کا عادی نہیں، لیکن مجھے تمہاری تغافل کیشی کے پیش نظر بار بار کہنا پڑتا ہے کہ تیسری طاقت اپنی گھمنڈ کا پشتارہ اٹھا کر رخصت ہو چکی ہے جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا ہے، سیاسی ذہنیت اپنا پچھلا سانچہ توڑ چکی اور اب نیا سانچہ ڈھل رہا ہے۔ اگر اب بھی تمہارے دلوں کا معاملہ بدلا نہیں اور دماغوں کی چبھن ختم نہیں ہوئی تو پھر حالت دوسری ہے لیکن اگر واقعی تمہارے اندر سچی تبدیلی کی خواہش پیدا ہو گئی تو پھر اس طرح بدلو جس طرح تاریخ نے اپنے تئیں بدل لیا ہے۔ آج بھی کہ ہم ایک دور انقلاب کو پورا کر چکے ہیں ہمارے ملک کی تاریخ میں کچھ صفحے خالی ہیں اور ہم ان ہی صفحوں میں زیب عنوان بن سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم اس کے تیار بھی ہیں ۔؟

عزیزو! تبدیلیوں کے ساتھ چلو یہ نہ کہو کہ ہم اس تغیر کے لئے تیار نہ تھے بلکہ اب تیار ہو جاؤ، ستارے ٹوٹ گئے، لیکن سورج تو چمک رہا ہے، اس سے کرنیں مانگ لو اور ان اندھیری راہوں میں بچھا دو جہاں اُجالے کی سخت ضرورت ہے ۔

میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم حاکمانہ اقتدار کے مدرسے سے وفاداری کا سرٹیفکٹ حاصل کرو۔ اور کاسہ لیسی کی وہی زندگی اختیار کرو جو غیر ملکی حاکموں کے عہد میں تمہارا شعار رہا ہے، میں کہتا ہوں جو اجلے نقش و نگار تمہیں اس ہندوستان میں ماضی کے یادگار کے طور پر نظر آرہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ لایا تھا، انھیں بھلاؤ نہیں، انھیں چھوڑو نہیں، اُنکے وارث بنکر رہو، اور سمجھ لو کہ اگر تم بھاگنے کے لئے تیار نہیں تو پھر تمہیں کوئی طاقت بھگا نہیں سکتی۔

آؤ! عہد کرو کہ یہ ملک ہمارا ہے، ہم اس کے لئے ہیں اور اس کی تقدیر کے بنیادی

فیصلے ہماری آواز کے بغیر ادھورے ہی رہیں گے —

آج زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے - آج اندھیرے
سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود ایک اُجالا تھا، یہ بادلوں کے پانی کی سبیل کیا ہے
تم نے بھیگ جانے کے خدشہ سے اپنے پائینچے چڑھا لئے ہیں، وہ تمہارے ہی اسلاف
تھے جو سمندروں میں اُتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو ان پر
مسکرا دیئے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا، صرصر اُٹھی تو رخ پھیر دیا، آندھیاں
آئیں تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے، یہ ایمان کی جان کنی ہے کہ شہنشاہوں کے
گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے ہی گریبانوں کے تار گن رہے ہیں اور
خدا سے اس درجہ غافل ہو گئے ہیں کہ جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہیں تھا —

عزیزو! میرے پاس تمہارے لئے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے چودہ سو برس پہلے کا
پرانا نسخہ ہے وہ نسخہ جس کو کائنات انسانی کا سب سے بڑا محسن لایا تھا، اور وہ نسخہ
ہے قرآن کا یہ اعلان: - لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان
کنتم مومنین ط

آج کی صحبت ختم ہو گئی، مجھے جو کچھ کہنا تھا، وہ میں اختصار کے ساتھ کہہ چکا،
پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں اپنے حواس پر قابو رکھو، اپنے گرد و پیش اپنی زندگی خود
فراہم کرو - یہ منڈی کی چیز نہیں کہ تمہیں خرید کر لادوں یہ تو دل کی دکان ہی سے
اعمال صالحہ کی نقدی پر دستیاب ہو سکتی ہے —

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زباں زنطق فرو ماند راز من باقی ست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقی ست

مستقبل
تعمیر

ہندی میں اسلامی لٹریچر

کا

عظیم الشان سلسلہ

مسلمانان ہند نے اپنے طویل ماضی میں جو فروگذاشتیں کی ہیں ان میں سے ایک سب سے بڑی فروگذاشت یہ ہے کہ انھوں نے ہندی زبان اور ہندی رسم الخط سے بے اعتنائی برتی ورنہ فارسی ترکی وغیرہ کی طرح ابتک ہندی بھی ایک اسلامی زبان کی حیثیت اختیار کر چکی ہوتی، اور آج اردو ہٹا کر اسکی جگہ ہندی کے لانے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔

اب ہندی کی تشکیل اور ترقی کے ایک جدید دور کا آغاز ہو رہا ہے پس اگر مسلمان ہندی کی جدید تشکیل و ترقی سے کنارہ کش رہے تو ملک کی یہی عام زبان ہوگی اور اس میں مسلمانوں کی تہذیب اور تاریخ کا کہیں ڈھونڈھے سے بھی نشان نہیں ملیگا۔ اور مسلمانوں کی آنیوالی نسل اپنے مذہب اور اپنے اسلاف کی سیرت و تاریخ سے یکقلم نابلد ہو کر رہ جائیگی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں مستقبل کی تعمیر کا ذوق و احساس پیدا کیا جائے۔

علاوہ ازیں مسلمانوں نے اپنی غلط سیاست اور غلط طرز عمل سے غیر مسلم حلقے کو اپنے ساتھ اسلام سے سخت متنفر اور بیزار کر دیا ہے۔ اس لئے غیر مسلم حلقے پر اس حقیقت کو واضح کر دینا ازبس ضروری ہے کہ اسلام تعصب اور فرقہ پرستی کا حامی نہیں ہے وہ امن و اتحاد، اخوت و مساوات اور حق و انصاف کا عالمگیر پیغام ہے

ہندی میں تصنیف و تالیف کا ایک بڑا ادارہ "اسلامی ساہتیہ سدن" کے نام سے قائم کیا گیا ہے جو ہندوستان بھر میں اپنی نوع کا پہلا ادارہ ہے، اسکی جانب سے ایک ہندی ماہنامہ "اسلامی ساہتیہ" نکلتا ہے، جس کے ماتحت اہم ترین اسلامی کتابیں شایع کیجا رہی ہیں۔ ابتک جو کتابیں شایع ہو کر ملک بھر میں پھیل چکی ہیں ان کی مختصر فہرست اگلے صفحات میں پیش کیجا رہی ہے۔۔۔

اسلامی ساہتیہ سدن
رامنگر بنارس اسٹیٹ

ہندی کے اسلامی لٹریچر میں ایک زبردست اضافہ

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(مولینا ابو محمد امام الدین رامنگری مدیر "اسلامی ساہتیہ" کا اہم ترین علمی اور دینی کارنامہ)

اس کتاب میں اسلام، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت حقانیت اور محاسن و برکات کے متعلق یورپ اور ہندوستان کے غیر مسلم مصلحین اور اکابر و زعماء کے افکار و خیالات پیش کئے گئے ہیں۔ اس اہم کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کسی قدر اس کے مضامین کی فہرست سے ہو سکتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۱) آنحضور صلعم کا زمانہ بعثت (۲) اسلام کا آغاز (۳) آنحضرت صلعم کی ثابت قدمی (۴) مسلمانوں پر مظالم (۵) ہجرت (۶) اسلام میں اکراہ نہیں (۷) اسلامی جنگ کی حقیقت (۸) آنحضرت صلعم کی صداقت (۹) قرآن کی عظمت (۱۰) گیتا کے ذریعہ قرآن کی حقانیت کا ثبوت (۱۱) اسلامی تعلیمات کی اہمیت، (۱۲) اسلام اور غلامی (۱۳) اسلام اور طبقہ نسواں (۱۴) اسلام کا انقلاب انگیز اثر۔

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا ہے یہ سارے ابواب غیر مسلموں ہی کے مضامین سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ ابتدا میں ایک نہایت معلوماتی چھوٹا مقدمہ بھی درج کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یورپ میں اسلام کب اور کیسے پہنچا؟ اور کہاں کہاں کے کن کن علماء فضلاء نے سیرت اور قرآن پر کتابیں لکھیں اور اسلام کی کون کون سی کتابوں کے تراجم شایع کئے؟ اور کتاب کا خاتمہ مسٹر ایم۔ این۔ رائے کے ایک زبردست مقالہ پر ہوا ہے جس میں انھوں نے غیر مسلموں کو اسلام کے مطالعہ اور اس کے ساتھ انصاف کرنے کی اپیل کی ہے۔

ہندی میں تو کیا اردو میں بھی اتنی زبردست کتاب کبھی شایع نہیں ہوئی، اسے دیکھنے کے بعد ہی اس کی اہمیت و افادیت کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے اس کتاب میں جن علماء و فضلاء کے افکار و آراء ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

مہاتما گاندھی، راجگوپال اچاری، مسز اینی بیسنٹ، پنڈت سندر لال، ڈاکٹر ستیہ پال، لالہ دیش بندھو گپتا، مسٹر دیو داس گاندھی، سوامی بھوانی دیال سنیاسی، مسٹر دھے بر کا نمبر دیو جی،

لالہ کانشی رام چاولہ۔

ڈاکٹر لیبانی، جان ڈیون پورٹ، اسٹینلی لین پول، جارج برناڈ شا، لیوٹالسٹائی، ایڈورڈ گبن، جارج سیل، سر ولیم میور، ٹامس کارلائل، جی ایم راڈ ویل، گاڈفرے ہیگن، باسورتھ سمتھ، گوئٹے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مسلمان اسے ہر غیر مسلم لائبریری، اسکول، اور ہر ممتاز غیر مسلم افراد تک پہنچا دیں، آج ہی آرڈر روانہ فرمائیے۔ ٹائیٹل رنگین، ضخامت پونے تین سو صفحات — قیمت غیر مجلد ۲/ — مجلد ۳/

اسلام کا پرچیہ

غیر مسلموں نے جن ذرایع سے اسلام کو سمجھا ہے وہ یہ ہیں (۱) مسلمانوں کے مخالفین معاندین کی لکھی ہوئی تاریخ (۲) اسلام کے خلاف مخالفین کی معاندانہ دافتراپردازانہ تصانیف (۳) اسلامی اصول و تعلیمات کے خلاف مسلمانوں کا طرز زندگی اور انکے اعمال و اخلاق۔

یہ ظاہر ہے کہ اسلام سمجھنے کے لئے یہ تینوں ذرایع فاسد اور غلط ہیں، حقیقی اسلام اس سے بالکل مختلف ہے جو ان ذرایع سے سمجھا جا سکتا ہے، بس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمی اور بدگمانی دور ہو اور ان کی وجہ سے غیر مسلموں میں اسلام سے جو نفرت اور بیزاری پیدا ہو گئی ہے وہ زائل ہو جائے تو وہ "اسلام کا پرچیہ" (اسلام کا تعارف) کو غیر مسلموں تک پہنچائیں، ہندی زبان میں اتنی صحت اور خوش اسلوبی کیساتھ اسلام کا تعارف نہیں کرایا گیا ہے۔ ہر موضوع اور مبحث میں مولانا ابوالکلام آزاد کے "ترجمان القرآن" سے استمداد و استناد کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کسی قدر اس کی فہرست مضامین کے خلاصہ سے ہو سکتا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

(۱) اسلام کی حقیقت (۲) اسلام دین فطرت ہے (۳) اسلام بنی نوع انسان کا مشترکہ دین ہے (۴) اسلام کے تین بنیادی عقائد (۴) ایمان باللہ (۵) ایمان بالرسولؐ (۶) ایمان بالآخرت، (۷) اسلام میں عبادت (۸) اسلامی عقائد کے اثرات (۹) اسلام میں اکراہ نہیں،

(۱۰) اسلام اور جنگ۔
حجم تقریباً ڈیڑھ سو صفحات قیمت عہ

رحمتہ اللعالمین

(مصنفہ ——— مولانا قاضی سلیمان منصور پوری)

"رحمتہ اللعالمین" پیغمبر اسلام کی سیرت پاک پر نہایت بلند پایہ اور اہم کتاب خیال کی جاتی ہے۔ ابتک اردو میں اس موضوع پر جو کتابیں شایع ہوئی ہیں ان میں یہ ایک مشہور مستند اور معتبر تصنیف ہے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ سالہا سال کی محنت شاقہ اور صرف کثیر کے بعد اس کتاب کا ہندی ترجمہ بھی شایع کردیا گیا ہے۔ وقت کی ایک اہم ترین ضرورت تھی جو اس کتاب کے ہندی ترجمے کے ذریعہ پوری ہوگئی۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر غیر مسلم اسکولوں، کالجوں، لائبریریوں یا جماعتی اداروں اور لیڈروں تک پہنچائیں۔ یہ کتاب جہانتک غیر مسلموں میں پہنچ چکی ہے اس کا بہترین اثر ہوا ہے۔

عمدہ چکنا سفید کاغذ، سائز کلاں، ضخامت ۶۲۵ صفحات، قیمت چار روپیہ

رسول کا پریچیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری

سیرت پاک پر ہندی میں یہ دوسری اہم ترین کتاب ہے۔ جو "رحمتہ اللعالمین" سے کسی قدر مختصر ہونے کے علاوہ ہر اعتبار سے اسی پایہ کی مستند اور معتبر ہے حسب ذیل مختصر فہرست مضامین سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱) اعراب کی حالت (۲) آنحضرتؐ کی بعثت (۳) منصب رسالت (۴) ہجرت،

(۵) غزوات (۶) صلح حدیبیہ (۷) شاہان عالم کو دعوت اسلام (۸) فتح مکہ (۹) غزوۂ حنین (۱۰) غزوہ تبوک (۱۱) اسلام کے زیر اقتدار پہلا حج اعلان براءت (۱۲) حجۃ الوداع (۱۳) وفات (۱۴) ازواج و اولاد (۱۵) سیرت و اخلاق۔

صفحات ۲۲۵ عمدہ کاغذ چکنا۔ قیمت ع۳

ستیہ دھرم اسلام کے عالمگیر اور دائمی و احد انسانی نظام حیات ہونے پر ایک عالمانہ فلسفیانہ خطبہ، ہندی لٹریچر میں غیر معمولی اضافہ۔ قیمت ۴ر

اسلام کی بنیادی تعلیم اس کتاب کے مضامین اسلام کے اہم اور بنیادی عقائد و تعلیمات پر مشتمل ہیں، قرآن شریف کے پورے پورے رکوعوں اور سورتوں کے تراجم مع ضروری تشریحات کے دیدیئے گئے ہیں، جو مسلمان صرف ہندی جانتے ہیں ان کے لئے اس رسالے کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ اس لئے کہ ہندی میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ قیمت ۷ر

وشو تھ پردرشک ناقابل تردید دلائل سے آنحضرت صلعم کا عالمگیر اور دوامی راہنما ہونا اور نجات دہندۂ انسانیت ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

شانتی مارگ اپنے موضوع پر یہ ایک بے مثل کتاب ہے، جس میں عالمگیر اور دائمی امن و امان کے قیام کا اٹل اصول پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

اسلام میں زبردستی نہیں اس الزام کی قطعی تردید کہ اسلام زبردستی مسلمان بنانے کا حکم دیتا ہے اپنے موضوع پر اہم کتاب ہے۔

قیمت صرف ۵ر

شانتی پتھ پردرشن

گمراہ کن قیادت اور اس کے تباہ کن سیاسی نصب العین اور طریقہ کار کے باعث ہندوستان کی غیر مسلم اکثریت میں مسلمانوں کے خلاف جو اشتعال و غضب پیدا ہو گیا ہے اور فساد و بدامنی کی جو فضا قائم ہو گئی ہے اسے امن و اتحاد اور صلح و آشتی میں تبدیل کرنے کی غرض سے یہ کتاب لکھی گئی ہے جس کا پورا نام ہے "ساہپردائک نرسنہار اور شانتی پتھ پردرشن" یعنی فرقہ وارانہ انسان کشی اور رہنمائی امن، اس موضوع پر اس سے مفید اور موثر و جامع کتاب کوئی نہیں لکھی گئی ہے۔ حسب ذیل مختصر فہرست مضامین سے اس کتاب کی افادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے:- (۱) ہندوستان کی مذہبی اہمیت (۲) ہندوستان کی موجودہ حالت۔ (۳) جنگ اور فساد کا فرق (۴) مذہب اور فرقہ پرستی کا فرق (۵) تاریخی تعصب (۶) غنڈے۔ (۷) غنڈوں کے حامی (۸) فسادات کے افسوسناک نتائج (۹) فرقہ پرستی کی جگہ انسانیت اختیار کیجیے (۱۰) مذہب کی حقیقت (۱۱) پناہگزینوں کی خدمت و اعانت۔ (۱۲) امن کمیٹیوں کا قیام (۱۳) حفاظت اور سزا حکومت کا کام ہے، وغیرہ صفحات ۶۸ قیمت ۱/

گیتا اور قرآن

(مصنفہ پنڈت سندر لال سکریٹری ہندوستانی کلچر سوسائٹی آلہ آباد)

اس کتاب کے شروع میں دنیا کے سب بڑے بڑے دھرموں کی ایکتا کو دکھایا گیا ہے اس کے بعد گیتا کے لکھے جانے کے وقت کی اس دیش کی حالت، گیتا کے بڑپن اور ایک ایک ادھیائے کو لیکر گیتا کی تعلیم کو بتلایا گیا ہے، اور آخر میں قرآن سے پہلے عرب کی حالت، قرآن کے بڑپن اور ایک ایک بات پر قرآن کی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں قرآن کریم کی پانچ سو سے اوپر آیتوں کا لفظی ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ناگری اور اردو، دونوں رسم الخطوں میں الگ الگ مل سکتی ہے۔

قیمت صرف عا؍ مجلد

ہماری اُردو کتابیں

اے مسلم بھائی

لالہ کانشی رام چاولہ پنشنر سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب کمشنر لودھیانہ بہت بڑے فاضل اور مصنف ہیں انھوں نے اُردو اور ہندی، انگریزی اور گورمکھی میں ۳۲ بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں جن میں ایک کتاب کا نام "اے مسلم بھائی" ہے، یہ کتاب قرآنی تعلیم اور سیرت نبویؐ کا ایک چھلکتا ہوا جام ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ مسلمان اسے خود بھی پڑھیں اور ہندو بھائیوں تک بھی پہنچائیں، اس میں قرآنی آیات اور احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، ذیل میں کتاب کی مختصر فہرست مضامین دی جاتی ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے
(۱) دین اسلام کی حقیقی تعلیم (۲) اسلام کیا ہے؟ (۳) اسلام کا ظہور کیوں ہوا؟ (۴) مسلمان کون ہے؟ (۵) ساری دنیا مسلمان ہو (۶) اسلام اور اخلاق (۷) اسلام اور امن پسندی، (۸) اسلام اور رواداری (۹) پیغمبر اسلامؐ کی رواداری (۱۰) خلفائے اسلام کی رواداری (۱۱) اچھے دینداروں کی رواداری (۱۲) مسلم شاہان کی رواداری (۱۳) اسلام میں عدل و انصاف (۱۴) عفو درگذر (۱۵) ہمسایہ کے حقوق۔ ضخامت ۲۷۵ صفحات مجلد قیمت ۲ر

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے دو شاہکار

(۱) دعوت حیات نو ——— ۱۰/

(۲) خطبہ احیائے ملت ——— ۸/

بلاک سے چھپا ہوا رنگین دیدہ زیب ٹائٹل - دونوں ایک ساتھ مجلد عـہ

ہندی لٹریچر کا ہمارا آئندہ پروگرام

(۱) قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر (۲) احادیث مع ترجمہ و شرح (۳) اسوۂ حسنہ یعنی سیرت رسولؐ (۴) سیرت خلفائے راشدینؓ (۵) سیرت صحابہؓ (۶) سیر الصحابیات (۷) سیرت اولیائے و مشائخ۔ (۸) اسلام اور اشتراکیت (۹) اسلام اور سائنس (۱۰) ہندی میں عورتوں اور بچوں کے لئے دینی اخلاقی کتابیں

اُردو کے ذریعہ خود ہندی سیکھنے کا سب سے مکمل کورس

ہندی ماسٹر حصہ اول یہ ہندی سیکھنے کا قاعدہ ہے - اس قاعدے میں حروف، اعراب اور دوسرے مسائل اردو کے طریقہ پر سمجھائے گئے ہیں، اس لئے اردو کی مدد سے بغیر اُستاد چند ہفتوں میں ہندی سیکھ لی جا سکتی ہے - ہندی سکھانے کے جتنے قاعدے لکھے گئے ہیں ان میں یہ قاعدہ سب سے زیادہ آسان ہے -
قیمت صرف ۶/

ہندی ماسٹر حصہ دوم اس حصے میں مشق کے مضامین دیئے گئے ہیں جو نہایت سادہ سہل ہندی میں ہیں، ہندی الفاظ کے ساتھ مترادف اردو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، اور جگہ جگہ قوسین میں معنی بھی دیدیئے گئے ہیں - قیمت ۷/

ہندی ماسٹر حصہ سوم اس حصے میں ہندی گرامر کی ضرورت بھی بڑی حد تک پوری کردی گئی ہے اس میں لغات کا بھی ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے - مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے :-
(۱) حرفوں کا بیان (۲) حرفوں کے ملانے کے قاعدے (۳) حرفوں کی تبدیلی کا قاعدہ (۴) فاعل و مفعول بنانے کا قاعدہ (۵) مذکر و مونث (۶) مضاف اور مضاف الیہ (۷) صفت اور موصوف (۸) مرکب الفاظ بنانے کے قاعدے (۹) متضاد المعانی الفاظ (۱۰) مترادف الفاظ، اس کے بعد عمدہ مضامین نظم و نثر، خطوط نویسی کے قواعد اور سرکاری خطوں کے نمونے پیش کئے گئے ہیں - قیمت ۱۲/

ہندی اردو لغت :- اس لغت کے دو حصے ہیں، حصۂ اول میں ہندی الفاظ اور اردو معانی ہیں، ہندی کے کسی لفظ کے معنی دیکھنا ہو تو اس میں دیکھ لیجئے - حصہ دوم میں اُردو الفاظ اور ہندی معانی ہیں اس لئے کسی اُردو لفظ کی ہندی معلوم کرنا ہو تو اس حصے سے کام لیجئے دونوں حصوں کے زیادہ تر الفاظ الگ الگ ہیں، ان میں عام ضرورت کے سیاسی معاشرتی مذہبی صنعتی علمی اور حسابی مفرد الفاظ کے علاوہ بہت مرکب اصطلاحی الفاظ بھی بڑی تلاش و جستجو سے جمع کر دیئے گئے ہیں جو اخباروں رسالوں اور کتابوں و دفتروں میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن لغات کی کتابوں میں نہیں ملتے - قیمت حصہ اول ۸/ حصہ دوم ۸/

ضرور تمند حضرات فوراً منگا لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔
ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے